فرائضِ مستورات

از

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

فرائض مستورات

(یہ تقریر حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۳ر اپریل ۱۹۲۰ء کو بمقام سیالکوٹ مستورات میں پنجابی زبان میں فرمائی تھی جس کو ایڈیٹر صاحب الفضل نے اردو میں لکھا)

وعظ عمل کرنے کیلئے سنو

ان چند دنوں میں مجھے عورتوں کی طرف سے بہت سے رُقعے ملے ہیں جن میں وہ لکھتی ہیں کہ ہمیں بھی کچھ سُنایا جائے۔ اگرچہ یہ جوش قابلِ تعریف ہے لیکن خالی جوش اس وقت تک کام نہیں دیتا جب تک انسان جو کہے اس پر عمل نہ کرے۔ دیکھو اگر ایک شخص بھوکا ہو اور بھوک سے اس کی جان نکل رہی ہو اس کو کہو کہ کھانا کھالو۔ کھانا کھالو لیکن کھانا دیا نہ جائے تو اس سے اس کا پیٹ نہیں بھر جائیگا اسی طرح وہ عورتیں جو دین کی باتیں سُنتی ہیں اور ان پر عمل نہیں کرتیں ان کو بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا بلکہ ان عورتوں کی نسبت جن کو دین کی باتیں سُننے کا موقع نہیں ملتا ان کے لئے زیادہ خوف اور ڈر کا مقام ہے کیونکہ جو نہیں سنتیں وہ معذور سمجھی جاسکتی ہیں لیکن جو سنتی ہیں اور پھر ان پر عمل نہیں کرتیں وہ زیادہ مجرم اور گنہگار رہیں۔ عام طور پر عورتیں وعظ کو ایک تماشا سمجھتی ہیں جس طرح بچے کوئی تماشا دیکھتے ہیں اور

پھر تھوڑی مدت کے بعد اسے بُھلا دیتے ہیں اسی طرح عورتیں کرتی ہیں۔ مردوں میں تو ایک جماعت ایسی ہے کہ وہ وعظ و نصیحت کی باتیں سُن کر ان پر عمل کرتے اور ترقی کرتے جاتے ہیں لیکن عورتیں عام طور پر کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نہ اخلاق میں، نہ دین میں، نہ تمدن میں، نہ معاشرت میں ترقی کرتی ہیں اور نہ ان کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مردوں کی نسبت عورتوں کو کم وعظ و نصیحت کی باتیں سُننے کا موقع ملتا ہے تاہم کچھ نہ کچھ تو وہ بھی سنتی ہیں اس لئے ان کا یہ کہنا کہ مردوں جتنا ان کو نہیں سنایا جاتا اس وقت درست ہو سکتا ہے اور یہ کہنے کا انہیں اس وقت حق پہنچتا ہے جبکہ جس قدر انہیں سنایا جاتا ہے اس کو یاد رکھیں اور اس پر عمل کریں۔ ایک طالب علم اگر اپنا پہلا سبق یاد کر کے سُنا دے تو پھر اس کو یہ کہنے کا حق ہوتا ہے کہ اور سبق پڑھاؤ۔ لیکن اگر وہ پہلا ہی سبق یاد نہیں کرتا تو اسے اور پڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح عورتوں کو جس قدر سنایا جاتا ہے اس کو اگر وہ یاد رکھیں اور اس پر عمل کریں تو ان کا حق ہے کہ اور سُننے کا مطالبہ کریں ورنہ نہیں۔ پس تم بجائے اس کے کہ یہ کہو کہ ہمیں مردوں کی طرح لیکچر سُنائے جائیں جو کچھ سنایا جا چکا ہو اس پر عمل کر کے دکھاؤ۔ ورنہ اگر تم اس پر عمل نہ کرو اور سُننے کا مطالبہ کرو تو جو کچھ تمہیں سنایا جائے گا وہ مجبوری سے سنایا جائے گا اور اس کا کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ جو ایک بات کو ہی یاد نہیں رکھتا وہ دوسری کو کس طرح یاد رکھے گا۔ جو ایک روٹی ہضم نہیں کر سکتا وہ دو کس طرح ہضم کرے گا۔ پس اگر تم نے ان پہلی باتوں پر عمل نہیں کیا جو تمہیں سنائی جا چکی ہیں تو کیا امید ہو سکتی ہے کہ اور سنانے سے کچھ فائدہ اُٹھایا جائے گا۔ پس میں پہلے تمہیں یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ کسی وعظ کی مجلس میں تماشا کے طور پر شامل ہونا اور وہ باتیں جو اس میں سنائی جائیں ان کو گھر جا کر بھلا دینا گناہ ہے اور اس کا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ وعظ سنانے کی غرض یہی ہوتی ہے کہ اس کو یاد رکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔

اچھا وعظ وہ نہیں جس میں سامعین کی تعریف کی جائے

عام طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ عورتوں کو وعظ میں بھی خیال ہوتا ہے کہ ان کے متعلق اس میں کیا کہا گیا ہے۔ جلسہ پر جو عورتیں جاتی ہیں وہ یہی کہتی ہیں کہ فلاں مولوی صاحب کا وعظ بہت اچھا تھا اور فلاں کا اچھا نہیں تھا۔ جب دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جس وعظ میں ان کی تعریف کی گئی اس کو تو اچھا کہتی ہیں اور جس میں ان کے نقص بیان کئے گئے اور ان کو اصلاح کرنے کے لئے کہا گیا اس کو ناپسند کرتی ہیں۔ حافظ روشن علی صاحب جو بڑے اچھے واعظ ہیں ان کے متعلق کہا گیا کہ ان کا وعظ اچھا نہیں تھا۔ جب دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے عورتوں

کو نصیحتیں کی تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اسی وعظ کو پسند کرتی ہیں جس میں ان کو اچھا کہا جائے ان کی تعریف کی جائے اور اگر ان کو نصیحت کی جائے تو اس کو پسند نہیں کرتیں حالانکہ کسی کے اچھا کہہ دینے سے وہ اچھی نہیں ہو جاتیں جب تک خود اچھی نہ بنیں اور کسی کے بُرا کہہ دینے سے بری نہیں ہو جاتیں۔ اگر ان کو اچھا کہا جاتا ہے اور وہ واقع میں اچھی ہیں تو یہ خوشی کی بات ہے اور اگر ان کی کوئی برائی بیان کی جاتی ہے اور وہ برائی ان میں پائی جاتی ہے تو انہیں اس کی اصلاح کرنی چاہئے اور عبرت پکڑنی چاہئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کوئی شخص مرتا ہے اور عورتیں بین کرتی ہوئی کہتی ہیں اے بھائی! تو ایسا بہادر تھا کہ تیرے سامنے شیر بھی نہیں ٹھہر سکتا تھا تو فرشتے اسے گرز مار کر پوچھتے ہیں کیا تو ایسا ہی تھا؟ وہ کہتا ہے نہیں۔ فرشتے پوچھتے ہیں پھر کیوں تیرے متعلق کہا جاتا ہے[1]؟ اسی طرح عورتیں جو اور جھوٹی تعریفیں کر کے روتی ہیں ان کے متعلق پوچھا جاتا ہے اور مرنے والے کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ باتیں مجھ میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ تو جھوٹی تعریف سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور نہ جھوٹی مذمت سے کوئی نقصان ہوتا ہے۔ اس لئے دیکھنا یہ چاہئے کہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہے اس میں میرے عمل کرنے کے لئے کوئی بات ہے یا نہیں۔ اگر کوئی اچھی بات ہو تو اس پر عمل کرنا چاہئے اور اگر کوئی بُری بات اپنے اندر نظر آئے تو اسے چھوڑ دینا چاہئے۔ یہ غرض ہوتی ہے وعظ کی۔

اس نصیحت کے بعد میں مختصر طور پر چند باتیں بیان کرتا ہوں کیونکہ وقت بہت تھوڑا ہے اور دس بجے کے قریب جو گاڑی یہاں سے جاتی ہے اس پر میں جانے والا ہوں۔

اسلام کی غرض

پہلے مَیں یہ بیان کرتا ہوں کہ اسلام کی غرض کیا ہے؟ اسلام کے معنی ہیں "فرمانبرداری"۔ اور ایمان کے معنی ہیں "مان لینا"۔ جتنے مسلمان کہلانے والے مرد اور عورتیں ہیں ان سے اگر پوچھا جائے کہ تم کون ہو تو وہ کہتی ہیں۔ اللہ کے فضل سے ہم مسلمان ہیں ایمان دار ہیں۔ لیکن انہیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ مسلمان اور ایمان دار کے کیا معنی ہیں۔ وہ یہی سمجھتی ہیں کہ ہمارے ماں باپ مسلمان کہلاتے ہیں اس لئے ہم بھی مسلمان ہیں۔

مسلمان ہونے کا ثبوت خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے سے ہے

حالانکہ کوئی مرد اور عورت اس

---

[1] ترمذی ابواب الجنائز باب ماجاء فی کراھیۃ البکاء علی المیّت

وقت تک مؤمن اور مسلمان نہیں ہو سکتی جب تک خدا تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری نہ کرے اور جو خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری نہیں کرتی اور خدا تعالیٰ کے احکام کو نہیں مانتی وہ عقلمند کہلانے کی مستحق نہیں بلکہ وہ پاگل اور سودائی ہے۔ دیکھو جب ایک بادشاہ لکھتا ہے کہ مَیں بادشاہ ہوں تو لوگ اس بات کو تسلیم کر لیتے ہیں لیکن اگر کوئی بادشاہ نہ ہو اور کہے کہ مَیں بادشاہ ہوں تو اسے پاگل کہا جا سکتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ جو بادشاہ ہوتا ہے اس کے پاس کئی فوجیں اور بادشاہت کا سازو سامان ہوتا ہے مگر گلیوں میں دھکے کھانے والا ننگا انسان چونکہ بادشاہت کی علامت نہیں رکھتا اس لئے اسے پاگل کہا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہؤا کہ عقلمند جو بات کہتا ہے اس کا اس کے پاس ثبوت ہوتا ہے لیکن سودائی جو کچھ کہتا ہے اس کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہوتا۔ پس جو شخص یہ کہتا ہے یا جو عورت یہ کہتی ہے کہ مَیں مؤمن مسلمان ہوں لیکن وہ خدا تعالیٰ کے احکام کو نہیں مانتی، خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری نہیں کرتی اس میں اور پاگل میں کیا فرق ہے؟ کچھ نہیں۔ ایسا مرد یا ایسی عورت تو ایک پاگل کے بادشاہ ہونے سے بھی بڑا دعوٰی کرتی ہے جس کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہوتا اس لئے وہ پاگل سے بھی گئی گزری ہے۔ پس دوسری نصیحت میں تم کو یہ کرنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرو، اس کی اطاعت کرو، اس کے حکموں کو مان لو۔ اگر تم ایسا کرو گی تب مؤمن اور مسلمان کہلا سکو گی ورنہ تمہارا یہ دعوٰی ایک پاگل اور سودائی کے دعوٰی سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں رکھے گا۔

خدا تعالیٰ کا بندہ وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے احکام پر چلے

اب مَیں تمہیں "اسلام کا خلاصہ" بتاتا ہوں۔

اسلام کا خلاصہ دو باتیں ہیں ایک یہ کہ بندے کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّٰریٰت : ۵۷) کہ مَیں نے جنّ اور انسان کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ میرے بندے بن جائیں۔ یعنی اپنے سچے غلام بنانے کے لئے خدا تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اب اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بندے ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ بہت تھوڑے لوگ ہوتے ہیں جن میں بندگی کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اگر صرف خدا تعالیٰ کے پیدا کر دینے سے ہی انسان اس کے بندے بن جاتے تو پھر خدا تعالیٰ کو یہ کہنے کی ضرورت ہی کیا تھی کہ میں نے ان کو بندہ بنانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس سے معلوم ہؤا کہ بندہ بننے کے کچھ اور معنی ہیں اور وہ یہی ہیں کہ ایک غلام اپنے آقا کے سامنے کیا کرتا ہے یہی کہ ہاتھ باندھ کر اس کے احکام ماننے کے لئے کھڑا رہتا ہے۔ اسی طرح

خدا تعالیٰ کا بندہ بننے کے یہ معنی ہیں کہ انسان خدا تعالیٰ کا فرمانبردار رہے ہر وقت اس کے احکام مانتا رہے اور خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق اور رشتہ بڑھائے۔

خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں سب تعلقات ہیچ سمجھو

سب سے اعلیٰ تعلق انسان سے خدا تعالیٰ کا ہے۔ ماں باپ کا بہت بڑا تعلق ہوتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے تعلق کے مقابلہ میں وہ بھی ہیچ ہے۔ ایک ماں کا بچہ سے یہی تعلق ہوتا ہے کہ وہ اسے نو ماہ تک اپنے پیٹ میں رکھتی ہے اور جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی خبر گیری کرتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا تعلق اس سے بہت زیادہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے ماں نے پیدا نہیں کیا۔ پھر ماں جن چیزوں کے ذریعہ بچہ کی پرورش کرتی ہے وہ خدا تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوتی ہیں ماں کی پیدا کردہ نہیں ہوتیں۔ کہتے ہیں ماں نے بچہ کو دُودھ پلایا ہوتا ہے اس لئے اس کا بڑا حق ہوتا ہے۔ مگر میں پوچھتا ہوں ماں کہاں سے دودھ پلاتی ہے کیا وہ خدا تعالیٰ کا پیدا کردہ نہیں ہوتا؟ پس اگر ماں نے بچہ کو دُودھ پلایا ہے تو خدا تعالیٰ نے دُودھ بنایا ہے۔ پھر ماں بچہ کو کھانا کھلاتی ہے مگر ماں کا تو اتنا ہی کام تھا کہ کھانا پکا کر کھلا دیتی۔ جب اس کا بچہ پر اتنا بڑا احسان ہے تو خدا تعالیٰ جس نے کھانا بنایا اس کا کس قدر احسان ہوگا؟ پھر بچہ جوان ہو کر ماں باپ کی خدمت کرتا ہے اور ان کو کھلاتا پلاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کو اس قسم کی کوئی احتیاج نہیں ہوتی۔ پھر ماں باپ کا تعلق مرنے سے ختم ہو جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کا تعلق مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ پس ماں باپ کا تو بچہ سے ایسا تعلق ہوتا ہے جیسے راہ چلتے مسافر کا تعلق اس درخت سے ہوتا ہے جس کے نیچے وہ تھوڑی دیر آرام کرتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کا تعلق ایسا ہوتا ہے کہ جو کبھی ختم ہی نہیں ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ کا انسان سے بہت بڑا اور عظیم الشان تعلق ہے۔ مگر افسوس کہ لوگ دُنیا کے رشتہ داروں کا تو خیال رکھتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ عام طور پر عورتیں جھوٹ بول لیتی ہیں کہ ان کے مرد خوش ہو جائیں اور یہ خیال نہیں کرتیں کہ اللہ تعالیٰ کا ان سے جو تعلق ہے اس کو اس طرح کس قدر نقصان پہنچ جائے گا۔ اسی طرح دنیا کی محبت میں اس قدر منہمک ہو جاتی ہیں کہ جب بچہ پیدا ہو جائے تو بچہ کی محبت کی وجہ سے نماز میں سُست ہو جاتی ہیں اور اکثر تو نماز چھوڑ ہی دیتی ہیں۔ روزہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتیں حالانکہ انہیں خیال کرنا چاہئے کہ بچہ کی حفاظت اور پرورش تو ہم کرتی ہیں لیکن خدا وہ ہے جو ہماری حفاظت اور پرورش کر رہا ہے۔

برادری کی رُسوم کو شریعت پر ترجیح نہ دو

پھر کئی قسم کی رسمیں اور بدعتیں ہیں جن کے کرنے کے لئے عورتیں مردوں کو مجبور کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اگر اس طرح نہ کیا گیا تو باپ دادا کی ناک کٹ جائے گی گویا وہ باپ دادا کی رسموں کو چھوڑنا تو پسند نہیں کرتیں کہتی ہیں اگر ہم نے رسمیں نہ کیں تو محلہ والے نام رکھیں گے لیکن اگر خدا تعالیٰ ان کا نام رکھے تو اس کی انہیں پرواہ نہیں ہوتی۔ محلہ والوں کی انہیں بڑی فکر ہوتی ہے لیکن خدا تعالیٰ انہیں کافر اور فاسق قرار دے دے تو اس کا کچھ خیال نہیں ہوتا۔ کہتی ہیں یہ وِرثارا ہے اسے ہم چھوڑ نہیں سکتیں۔ حالانکہ قائم خدا تعالیٰ ہی کا ورثارا رہے گا باقی سب کچھ یہیں رہ جائے گا اور انسان اگلے جہان چلا جائے گا جہاں کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کا دن ایسا سخت اور خطرناک ہوگا کہ ہر ایک رشتہ دار رشتہ داروں کو چھوڑ کر الگ الگ اپنی فکر میں گرفتار ہوگا۔ پس عورتوں کو چاہئے کہ اس دن کی فکر کریں۔ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو اور اس تعلق کو مضبوط کرو جو قیامت میں تمہارے کام آئے گا۔ دنیا کے تعلق اور دُنیا کی باتیں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔

ہمارے پیشوا خاتم الانبیاء کا اسوۂ حسنہ

دیکھو جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آکر کہا کہ خدا ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے اس وقت ان کے سارے رشتہ دار بُتوں کے آگے سجدے کرتے اور ان کو خدا تعالیٰ کا شریک سمجھتے تھے۔ اکثر عورتوں کو معلوم ہوگا کہ مجاوروں کا گزارہ لوگوں کی منتوں پر ہی ہوتا ہے احمدیت سے پہلے تم میں کئی عورتیں خانقاہوں پر جاتی ہوں گی یا جن کو احمدیت کی تعلیم سے ناواقفیت ہے اور جو اپنے مذہب میں کمزور ہیں ممکن ہے وہ اب بھی جاتی ہوں۔ انہوں نے دیکھا ہوگا کہ مجاوروں کی آمدنی انہی لوگوں کے ذریعہ ہوتی ہے جو وہاں جاتے ہیں۔ تو مکّہ والے بُتوں کے مجاور تھے انہوں نے کعبہ میں بُت رکھے ہوئے تھے جن پر لوگ دُور دُور سے آکر نذریں چڑھاتے تھے جنہیں وہ آپس میں بانٹ لیتے تھے۔ یا لوگ بتوں کی پرستش کے لئے وہاں جمع ہوتے اور وہ تجارت کے ذریعہ ان سے فائدہ اُٹھاتے تھے اس لئے بُتوں کو چھوڑ دینے سے وہ سمجھتے تھے کہ ہم بھوکے مر جائیں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے رشتہ دار ایسے ہی تھے جن کا گزارہ بتوں پر تھا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوئے تو آپؐ نے کسی رشتہ دار کی پرواہ نہ کی اور بڑے زور کے ساتھ کہہ دیا کہ صرف خدا ہی ایک معبود ہے باقی سب معبود جھوٹے ہیں۔ یہ بات آپؐ کے رشتہ داروں کو بہت بُری لگی اور انہوں نے آپؐ کو تکلیفیں دینا شروع کر دیں۔ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور لوگوں کو بُلایا جب لوگ آگئے تو کہا

تم جانتے ہو مَیں جھوٹ بولنے والا نہیں۔ انہوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر مَیں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑا لشکر موجود ہے جو مکّہ کو تباہ کرنا چاہتا ہے تو تم مان لوگے؟ انہوں نے کہا ہاں ہم مان لیں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا عذاب تم پر آنے والا ہے تم اس سے بچ جاؤ اور شرک کرکے خدا تعالیٰ کے عذاب کے مستوجب نہ بنو۔ یہ بات سُن کر وہ گالیاں دیتے چلے گئے اور کہنے لگے یہ تو سودائی ہو گیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور پہلے کی طرح ان کو شرک سے روکتے رہے۔ اس پر لوگ جمع ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے پاس گئے اور جا کر کہا اپنے بھتیجے کو سمجھاؤ یہ ہمارے بُتوں کی مذمت کرتا ہے باز آجائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نے لوگوں سے کہہ دیا کہ جو بات وہ سچے دل اور پورے یقین کے ساتھ کہتا ہے اسے وہ کس طرح چھوڑ سکتا ہے۔ آخر بڑے بڑے لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں اور جا کر کہیں کہ جو کچھ تم کہوگے ہم مان لیں گے لیکن تم بُتوں کے خلاف کہنا چھوڑ دو۔ چنانچہ لوگ گئے اور جا کر کہا کہ ہم قوم کی طرف سے آئے ہیں اور تم بہت اچھے آدمی ہو ہم نہیں سمجھتے تم قوم کو تباہ ہونے دوگے ہم تمہارے پاس ایک پیغام لائے ہیں اس کو قبول کرو تاکہ تفرقہ نہ پڑے اور ہماری قوم تباہ نہ ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سناؤ کیا پیغام لائے ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر تمہیں مال کی ضرورت ہو تو ہم تمہیں مال جمع کرکے دے دیں۔ اور اگر تم کسی اعلیٰ گھرانے میں رشتہ کرنا چاہتے ہو تو امیر سے امیر گھرانہ کی اچھی سے اچھی عورت سے رشتہ کرا دیتے ہیں اور اگر یہ چاہتے ہو کہ لوگ تمہاری باتیں مانیں تو ہم لکھ دیتے ہیں کہ جس طرح سے تم کہوگے اسی طرح ہم کریں گے۔ اگر تم بادشاہ بننا چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں مگر تم یہ نہ کہو کہ ایک ہی خدا ہے اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کا جواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دیا۔ یہ کہ اگر تم سُورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں لاکر بھی رکھ دو تو پھر بھی میں تمہاری یہ بات نہ مانوں گا۔[۱]

رسموں کو چھوڑ دو

مگر عورتیں کہتی ہیں اگر ہم نے فلاں رسم نہ کی تو محلّہ والے کیا کہیں گے۔ اب تو رسمیں کم ہوتی جاتی ہیں تاہم ہندوؤں کی رسمیں جو مسلمانوں میں آگئی ہیں ان کے متعلق سوچنا چاہئے کہ ان کا کیا فائدہ ہے؟ عقلمند انسان وہی کام کرتا ہے جس میں کوئی فائدہ ہو۔ مگر آج کل بیاہ شادیوں میں جو رسمیں کی جاتی ہیں ان کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ صرف اس لئے کی جاتی ہیں کہ ہمارے باپ دادا کی رسمیں ہیں۔ مگر جن لوگوں میں ایمان داخل ہو جاتا ہے اور وہ دین پر عمل کرتے ہیں وہ ہرگز اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ ان کے باپ دادا کیا کیا

[۱] سیرت ابن ہشام (عربی) جلد ۱ صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ مصر ۱۹۳۶ء

کرتے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کے باپ دادا کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ آپؐ نے کُفر سے نکال کر ایمان جیسی نعمت عطاء کی اس لئے آپؐ سے بڑھ کر کسی کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ لیکن افسوس کہ لوگ آپؐ کو چھوڑ کر باپ دادا کی فضول رسموں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور چونکہ یہ باتیں زیادہ تر عورتوں میں پائی جاتی ہیں اس لئے ان کی حالت بہت ہی قابلِ افسوس ہے۔

ایک صحابیؓ عورت کا نمونہ

مَیں مثال کے طور پر بتاتا ہوں کہ وہ عورتیں جو سچے دل سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتی تھیں ان کی کیا حالت تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دشمنوں کے تکلیفیں پہنچانے پر مکّہ سے ہجرت کرکے مدینہ آگئے تو مکّہ والوں نے وہاں بھی آپؐ کا پیچھا نہ چھوڑا اور وہاں بھی لڑائی کرنے کے لئے آگئے۔ مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ایک جگہ تھی جہاں لڑائی شروع ہوئی۔ اگرچہ کافر بہت زیادہ تھے اور ان کا مقابلہ میں مسلمان بہت تھوڑے تھے لیکن مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ جب فتح ہوگئی تو چند لوگ جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا خواہ کچھ ہو تم اس جگہ سے نہ ہلنا انہوں نے کہا کہ ہمیں لڑائی کے لئے یہاں کھڑا کیا گیا تھا جب ہماری فتح ہوگئی ہے تو پھر ہمیں یہاں کھڑے رہنے کی ضرورت نہیں۔ ان کے سردار نے کہا خواہ کچھ ہو چونکہ ہمیں کھڑے رہنے کا حکم ہے اس لئے یہاں سے نہیں جانا چاہئے۔ لیکن دوسروں نے کہا ہمارا کھڑا ہونا لڑائی کے لئے تھا اب جبکہ دشمن بھاگ گیا تو پھر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ کہہ کر جب وہ وہاں سے ہٹ گئے تو کافروں نے جو بھاگے جا رہے تھے دوبارہ یک لخت حملہ کر دیا اور ایسے زور سے حملہ کیا کہ مسلمانوں میں جو دشمن کی طرف سے مطمئن ہو چکے تھے ابتری پھیل گئی۔ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے اور آپؐ کے دو دانت شہید ہو گئے اور مشہور یہ ہو گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں یہ سُن کر مسلمانوں کو بہت صدمہ ہُوا۔ حتّٰی کہ فرطِ غم کی وجہ سے حضرت عمرؓ جیسے بہادر انسان سر نیچے کرکے بیٹھ گئے۔ ایک صحابیؓ ان کے پاس سے گزرے اور پوچھا کیا ہُوا۔ انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے۔ یہ سن کر اس صحابیؓ نے کہا اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے ہیں تو یہاں بیٹھنے کا کیا فائدہ؟ چلو جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گئے ہیں وہیں ہم بھی جائیں۔ یہ کہہ کر وہ دشمن پر حملہ آور ہُوا اور اس قدر سختی سے لڑا کہ جب اس کی لاش دیکھی گئی تو معلوم ہُوا کہ اس پر ستر زخم لگے ہوئے ہیں[1] لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ تھے۔ اور کیوں محفوظ نہ ہوتے جب کہ خدا تعالیٰ کا آپؐ سے وعدہ تھا کہ کوئی تمہیں مار نہیں سکتا۔ (المائدۃ : ۶۸) آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جو صحابی آپؐ کے ساتھ تھے انہیں تو آپؐ کے

[1] سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۸۵

زندہ ہونے کا علم ہو گیا لیکن مدینہ میں پہلے خبر پہنچ چکی تھی اس لئے مدینہ کے بچے اور عورتیں دیوانہ وار باہر نکلے۔ اس وقت جبکہ لشکر واپس آرہا تھا ایک صحابی آگے آگے تھا اس سے ایک عورت نے بے تحاشا آکر پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس کے دل میں چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اطمینان اور تسلی تھی اس لئے اس نے اس بات کو معمولی سمجھ کر کہا تمہارا باپ مارا گیا ہے۔ عورت نے کہا میں نے تم سے پوچھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا تمہارا بھائی بھی مارا گیا ہے۔ عورت نے کہا میں یہ پوچھتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا تیرا خاوند بھی مارا گیا ہے۔ عورت نے کہا میری بات کا تم جواب کیوں نہیں دیتے۔ میں پوچھتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا رسول اللہ زندہ ہیں یہ سن کر عورت نے کہا شکر ہے خدا کا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو ہمیں اور کسی کی پرواہ نہیں۔[۱]

ایماندار ہو تو رسول کریمؐ کو مقدم رکھو

اس بات کو سامنے رکھ کر تم اپنی حالت کو دیکھو۔ اگر پیدا ہوتے ہی بچہ مر جائے تو اس پر بین شروع کر دیئے جاتے ہیں حالانکہ وہ جانتی ہیں کہ جہاں بچہ گیا ہے وہیں ان کو بھی جانا ہے۔ اگر کچھ فرق ہے تو یہ کہ وہ پہلے چلا گیا ہے اور یہ کچھ عرصہ بعد جائیں گی۔ تاہم عجیب عجیب بین کرتی، روتی، چلاتی اور شور مچاتی ہیں۔ یہ تو آج کل کی مسلمان کہلانے والی عورتوں کی حالت ہے۔ اور ایک وہ مسلمان عورت تھی جس کا باپ، بھائی اور خاوند مارا جاتا ہے مگر وہ کہتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو مجھے کچھ غم نہیں۔ یہ وہ ایمان ہے جو مسلمان کی علامت ہے۔ پس اگر تم ایماندار ہو اور تمہیں مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو خدا تعالیٰ کے احکام کے مقابلہ میں کسی بات کی پرواہ نہ کرو اور اس کے حکموں پر عمل کر کے دکھاؤ۔ اس بات کی ہرگز پرواہ نہ کرو کہ لوگ تمہیں کیا کہیں گے بلکہ اس بات کی پرواہ کرو کہ خدا تمہیں کیا کہتا ہے۔

قبر پرستی سے بچو

عورتوں میں بہت سی باتیں ایسی پائی جاتی ہیں جو شرک ہیں۔ قبروں پر چڑھاوے چڑھائے جاتے، چراغ جلائے جاتے، منتیں مانی جاتی ہیں۔ یہ سب شرک ہے خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی کو کھڑا کرنا شرک ہے جو بہت ہی بڑا گناہ ہے اور اس سے خدا تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی اپنے باپ کے سامنے ایک چوہڑے کو اپنا باپ کہے تو اس کے باپ کو کس قدر غصہ آئے گا اور وہ کس قدر ناراض ہوگا۔ اسی طرح ایک ادنیٰ مخلوق کو جو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کیڑے کی حیثیت بھی نہیں رکھتی اپنا حاجت روا سمجھنا خدا تعالیٰ کی بہت بڑی ناراضگی کا موجب ہے ایک قبر میں دفن شدہ مردہ جس کی ہڈیاں بھی گل گئی ہوں اور جس کے جسم کو کیڑے کھا گئے ہوں اس کو

[۱] سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۹۲

جا کر کہنا کہ تو میری مراد پوری کر کتنی بڑی پاگلانہ بات ہے۔ خدا تعالیٰ جب زندہ ہے اور مانگنے والوں کو دیتا ہے تو جو کچھ مانگنا ہو اس سے مانگنا چاہئے۔ جو مٹی میں دفن ہو چکا ہو اس کے متعلق کیا معلوم ہے کہ نیک تھا یا کیسا تھا۔ اگر وہ نیک تھا تو ان پر لعنتیں بھیجتا ہو گا جو اُس سے مرادیں مانگتی ہیں۔ اور اگر بُرا ہو گا تو خود جہنم میں پڑا ہو گا دوسروں کو کیا دے سکے گا۔

ٹونے ٹوٹکے ترک کردو

اسی طرح عورتیں ٹونے ٹوٹکے کرتی ہیں۔ اگر کوئی بیمار ہوتا ہے تو کچا دھاگا باندھتی ہیں کہ صحت ہو جائے حالانکہ جس کو ایک چھوٹا بچہ بھی توڑ کر پھینک سکتا ہے وہ کیا کر سکتا ہے۔ اسی طرح عورتوں میں اور کئی قسم کی بدعتیں اور بُرے خیالات پائے جاتے ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور جن سے سوائے اس کے کہ ان کی جہالت اور نادانی ثابت ہو اور کچھ نہیں ہوتا۔ پس خوب اچھی طرح یاد رکھو کہ ٹونے ٹوٹکے، تعویذ، گنڈے، منتر جنتر سب فریب اور دھوکے ہیں جو پیسے کمانے کے لئے کسی نے بنائے ہوئے ہیں۔ یہ سب لغو اور جھوٹی باتیں ہیں ان کو ترک کرو۔ ایسا کرنے والوں سے خدا تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتیں کہ مسلمان دن بدن تباہ و برباد ہوتے جا رہے ہیں۔ تم عام طور پر اپنے گھروں میں اپنے رشتہ داروں میں دیکھو اور مسلمانوں کی حالت پر غور کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ مسلمان ہندوؤں کے مقروض ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ خدا تعالیٰ کی لعنت ان پر پڑی ہوئی ہے چونکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی ان کو چھوڑ دیا ہے۔ تم ان بیہودہ رسموں اور لغو چیزوں کو قطعاً چھوڑ دو اور اپنے گھروں سے نکال دو مسلمان اور مؤمن کے لئے صرف یہی جائز ہے کہ ایک خدا کی پرستش کرے اور اسی کے آگے سجدہ کرے۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بھی سجدہ کرنے کی خدا تعالیٰ نے اجازت نہیں دی تو اور کون ہے جس کو سجدہ کیا جا سکے۔ پھر اس زمانہ کے مصلح حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہوئے ہیں انکے آگے بھی سجدہ کرنے کی اجازت نہیں۔ نہ ان کی قبر پر منتیں ماننے اور نذریں چڑھانے کی اجازت ہے پس تم اس قسم کی باتوں کو اپنے گھروں سے نکال دو اور اگر نکال دیا ہے تو دوسری عورتوں کو سمجھاؤ کہ وہ بھی اسی طرح کریں۔

قرآن کریم کا ترجمہ پڑھو اور اس پر عمل کرو

پھر یاد رکھو کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی کتاب اور اس کے منہ کی باتیں ہیں۔ اس کا ادب کرو اور احترام کرو قرآن کریم کے بغیر کوئی دین نہیں اور اس دین کے بغیر کہیں ایمان نہیں اور ایمان کے بغیر نجات نہیں۔ وہ شخص ہرگز نجات نہیں پا سکتا جو قرآن کریم پر عمل نہ کرے۔ عام طور پر عورتیں خود پڑھی ہوئی نہیں ہیں مگر خود پڑھا ہُوا ہونا ہی ضروری نہیں۔ دیکھو اگر کسی رشتہ دار کا خط آئے تو پڑھے ہوئے سے

پڑھوا کر سنا جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن بھی خط ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے نام آیا ہے اس کو اپنے رشتہ داروں سے پڑھوا کر سنو اور خاص کر اپنے خاوندوں سے تھوڑا تھوڑا کر کے سنو اور اسے یاد کرو۔ وعظ میں قرآن کی آیتیں نہیں سنائی جاتیں۔ اس وقت میں جو کچھ بیان کر رہا ہوں وہ اگرچہ قرآن ہی کی باتیں ہیں لیکن الفاظ میرے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے لفظوں میں جو بات ہے وہ کسی انسان کے الفاظ میں نہیں پائی جاتی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وعظوں میں جو کچھ سنایا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے کلام کے خلاف ہوتا ہے مگر پھر بھی وہ انسان کے الفاظ ہوتے ہیں۔ تمہیں چاہئے کہ خدا کے کلام کو خدا کے الفاظ میں سنو۔ عربی پڑھو اور اس کے معنی سیکھو خواہ کوئی عمر ہو پڑھنے سے جی نہ چراؤ۔ قادیان میں ایک قاعدہ تیار کیا گیا ہے اس سے قرآن پڑھنے میں بہت مدد مل سکتی ہے اس کے ذریعہ قرآن کریم پڑھو۔ خود پڑھنے اور دوسرے سے سننے میں بڑا فرق ہے۔ سننے میں صرف کان ہی مشغول ہوتے ہیں لیکن خود پڑھنے سے آنکھیں بھی مشغول رہتی ہیں اور اس طرح زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے کلام کو خود پڑھنے کی کوشش کرو اور جب تک خود پڑھنے کی قابلیت پیدا نہ ہو۔ اس وقت تک اپنے خاوندوں اور بچوں سے سنو یا اپنے ہمسائیوں سے پڑھو۔ دیکھو اگر کوئی بھوکا یا ننگا ہو تو دوسروں سے کھانا اور کپڑا مانگ لیتا ہے اور اس میں شرم نہیں کرتا۔ جب ایسی چیزوں کے لئے شرم نہیں کی جاتی تو خدا تعالیٰ کی باتیں سننے اور پڑھنے میں کیوں شرم کی جائے؟

خدا کے بعد رسول کریمؐ سے بڑھ کر کسی کو درجہ نہ دو

پھر میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان رکھو۔ سب سے بڑے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان سے بڑا درجہ کسی رسول کو نہ دو۔ ہمارے ملک میں مسلمانوں نے اپنی جہالت سے حضرت عیسٰیؑ کو بڑا درجہ دے رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عیسٰیؑ تو آج تک زندہ ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں پھر کہتے ہیں حضرت عیسٰیؑ مُردے زندہ کیا کرتے تھے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا۔ پھر ان کے نزدیک حضرت عیسٰیؑ تو آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمین میں دفن ہیں۔ حضرت عیسٰیؑ کے متعلق اس قسم کی جتنی باتیں کہتے ہیں وہ غلط ہیں کیونکہ سب سے بڑا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر کوئی رسول مُردوں کو زندہ کرتا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے لیکن مسلمان نادانی سے اس قسم کی باتیں حضرت عیسٰیؑ کی طرف منسوب کر کے ان کا درجہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ سے بڑھاتے ہیں۔ تم ہرگز اس طرح نہ کرو اور سب سے بڑا درجہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سمجھو۔ ان کے تم پر بہت بڑے

احسان ہیں اس لئے ان پر ایمان لاؤ اور ان کے مقابلہ میں کسی اور کو کسی بات میں فضیلت نہ دو۔ ان پر درود بھیجو۔ درود دُعا ہوتی ہے جس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اے خدا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر جس قدر احسان کئے ہیں ان کا بدلہ ہم کچھ نہیں دے سکتے آپ ہی ان کو بدلہ دیں۔

بعث بعد الموت پر ایمان رکھو

پھر ایک بات میں تم کو یہ بتاتا ہوں کہ تمہیں عقیدہ رکھنا چاہئے کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا ہے۔ جو لوگ یہ عقیدہ نہیں رکھتے وہ بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً یہی کسی کے مرنے پر رونا پیٹنا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہوتی ہے یہی کہ ان کو یقین نہیں ہوتا کہ مرنے کے بعد ہم پھر مل سکیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لاؤ۔ خدا تعالیٰ نے اس پر ایمان لانا نہایت ضروری قرار دیا ہے۔

موجودہ زمانہ کا نبی

پھر یہ بات یاد رکھو کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی بنا کر دُنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے لیکن آپ کوئی علیحدہ نبی نہیں ہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ ہم سے ان کا تعلق نبی کا ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی تعلق ہے جو ایک غلام کو اپنے آقا سے ہوتا ہے۔ ان پر ایمان لانا ضروری ہے ان کے بھی ہم پر بڑے بڑے احسان ہیں۔ اس زمانہ میں بھی دُنیا اسی طرح گمراہ اور دین سے غافل ہو گئی تھی جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہو گئی تھی اور انہوں نے آکر دین سکھایا اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا سیدھا راستہ دکھایا ہے۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو عقائد سے تعلق رکھتی ہیں۔ اب میں اعمال کے متعلق بتاتا ہوں۔

نماز کی پابند رہو

اوّل نماز ہے اس کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ عام طور پر عورتوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ چھوٹی عمر میں کہتی ہیں ابھی بچپن ہے جوان ہو کر نماز پڑھیں گی جب جوان ہوتی ہیں تو بچوں کے عذر کر دیتی ہیں اور جب بوڑھی ہو جاتی ہیں تو کہتی ہیں اب تو چلا نہیں جاتا نماز کیا پڑھیں۔ گویا ان کی عمر ساری یونہی گزر جاتی ہے۔ تو اکثر عورتیں نماز پڑھنے میں بہت سُست ہوتی ہیں اور اگر پڑھتی ہیں تو چند دن پڑھ کے پھر چھوڑ دیتی ہیں یا اگر پڑھتی ہیں تو اس طرح پڑھتی ہیں کہ انہیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کیا پڑھتی ہیں۔ جلدی جلدی رکوع اور سجدہ کر کے فارغ ہو بیٹھتی ہیں اس طرح کی نماز کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ان کی نماز اس طرح ہوتی ہے

جس طرح مُرغی دانے چُگتی ہے[1]۔ آخر سوچنا چاہئے نماز کوئی ورزش نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی عبادت ہے اس لئے اسے سمجھ کر اور اچھی طرح جی لگا کر پڑھنا چاہئے۔ اور کوئی نماز سوائے اُن ایام کے جن میں نہ پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے نہیں چھوڑنی چاہئے۔ کیونکہ نماز ایسی ضروری چیز ہے کہ اگر سال میں ایک دفعہ بھی جان بوجھ کر نہ پڑھی جائے تو انسان مسلمان نہیں رہتا۔ پس جب تک ہر ایک مسلمان مرد اور عورت پانچوں وقت بلا ناغہ نمازیں نہیں پڑھتے وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر کہو آج تک ہم نے کئی نمازیں نہیں پڑھیں ان کے متعلق کیا کیا جائے تو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے توبہ رکھی ہے۔ اگر آج سے پہلے تم نے جان بوجھ کر نمازیں چھوڑی ہیں تو توبہ کر لو اور عہد کرو کہ آئندہ کوئی نماز نہ چھوڑیں گی۔ مینہ برستا ہو یا آندھی ہو، کپڑے پاک ہوں یا ناپاک کوئی ضروری سے ضروری کام ہو یا عدم فرصت، کچھ ہو کسی صورت میں نماز نہ چھوڑنی چاہئے۔ اوّل تو ضروری ہے کہ کپڑے پاک و صاف ہوں لیکن اگر ایسی صورت ہو کہ پاک کپڑے تیار نہ ہوں۔ یا پہنے ہوئے کپڑے اتارنے سے بیمار ہو جانے کا خوف ہو تو خواہ کپڑے بچہ کے پیشاب میں تر ہوں تو بھی ان کے ساتھ نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بچہ کو خود کپڑوں پر پیشاب کرا کے اسی طرح نماز پڑھ لینی چاہئے بلکہ یہ ہے کہ اگر پاک کپڑے مہیا ہونے کی صورت نہ ہو تو انہی کے ساتھ پڑھ لی جائے ورنہ اچھی بات یہی ہے کہ کپڑوں کو صاف کر لینا چاہئے۔ بچہ کا پیشاب ہوتا ہی کتنا ہے۔ بچہ جب تک دُودھ پیتا ہے روٹی نہیں کھاتا اس وقت تک شریعت نے یہ رکھا ہے کہ اس کے اوپر سے پانی بہا کر نچوڑ دینے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ تو خواہ کچھ ہو نماز ضرور پڑھنی چاہئے کیونکہ نماز کسی صورت میں معاف نہیں ہو سکتی۔ یہ ایمان کا ستون ہے۔ جس طرح چھت بغیر ستون کے قائم نہیں رہتی اسی طرح نماز کے بغیر ایمان قائم نہیں رہتا۔

زکوٰۃ دیتی رہو

نماز کے بعد دوسرا حکم زکوٰۃ کا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ جس مال پر ایک سال گزر جائے اس میں سے غریبوں اور مسکینوں کی امداد کے لئے چالیسواں حصہ نکالا جائے۔ اگر اسلامی حکومت ہو تو اس کو وہ حصہ دے دیا جائے۔ اگر نہ ہو تو جو انتظام ہو اس کو دیا جائے۔ ہم احمدیوں کا ایک باقاعدہ انتظام ہے اس لئے احمدی عورتوں کو چاہئے کہ منتظمین کو زکوٰۃ کا مال دے دیا کریں۔ زیوروں کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر پہنے جاتے ہوں تو ان کی زکوٰۃ نہ دی جائے اور اگر ان کی بھی دی جائے تو اچھی بات ہے۔ ہاں اگر ایسے زیور ہوں جو عام طور پر نہ پہنے جاتے ہوں کبھی بیاہ شادی کے موقع پر پہن لئے جاتے ہوں ان کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے اور جو عام

[1] خطبہ الہامیہ صفحہ ۴۷ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۴۷

طور پر پہنے جاتے ہوں ان کی زکوٰۃ دی جائے تو جائز ہے اور نہ دی جائے تو گناہ نہیں۔ ان کا گھسنا ہی زکوٰۃ ہے۔ ہمارے ملک میں عورتوں کو زیور بنوانے کی عادت ہے اس لئے قریباً سب عورتوں پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے وہ اس کا خیال نہیں رکھتیں۔ حالانکہ یہ اتنا ضروری حکم ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جب تک زکوٰۃ کی اونٹ باندھنے کی رسی تک نہ دیں گے میں ان سے جنگ کروں گا۔ اور یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جو زکوٰۃ نہ دے وہ مسلمان نہیں۔ تم اپنی حالت پر غور کرو کہ تم میں سے بہت سی تو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے مسلمان نہیں رہتیں۔ اور جو اس سے بچ جاتی ہیں ان میں سے اکثر زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے مسلمان نہیں کہلا سکتیں۔

روزے رکھو

تیسرا حکم روزے کا ہے۔ اس کے متعلق حکم ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو سوائے ان دنوں کے جن میں خدا تعالیٰ نے عورتوں کو روزے رکھنے سے منع کیا ہے باقی دنوں میں روزے رکھنے چاہئیں۔ اس کے متعلق مجھے زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نمازیں تو نہیں پڑھتے لیکن روزے بڑی پابندی کے ساتھ رکھتے ہیں۔ گو خدا تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ تماشا کے طور پر رات کو اُٹھتے ہیں اور روزے کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔

حج خانہ کعبہ

چوتھا حکم یہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کو توفیق دے تو حج کرے۔ اس کے لئے کئی شرطیں ہیں۔ مثلاً مال ہو، رستہ میں امن ہو اور اگر عورت ہو تو اس کیساتھ اس کا خاوند یا بیٹا یا بھتیجا یا ایسا ہی کوئی اور رشتہ دار محرم جانے والا ہو۔

صدقہ وخیرات

یہ تو وہ باتیں ہیں جو ہر ایک مؤمن مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ ان کے علاوہ صدقہ وخیرات ہے۔ یہ اگرچہ فرض نہیں لیکن دینا ضروری ہے۔ اپنے خاندان میں اپنے محلہ میں جو غریب اور محتاج ہو اس کو دینا چاہئے۔ ہم احمدیوں میں صدقہ کا رواج بہت کم ہو گیا ہے جس کی ایک وجہ ہے اور وہ یہ کہ احمدی جو چندہ دیتے ہیں اسی کو صدقہ سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ دین کے لئے چندہ دینا اور بات ہے اور صدقہ دینا اور بات۔ صدقہ وخیرات وہاں کے غریب اور محتاج لوگوں کا حق ہوتا ہے جہاں انسان رہے۔ اس میں مذہب کی شرط نہیں خواہ کسی مذہب کا انسان ہو لیکن محتاج ہو تو اس کی مدد کرنی چاہئے۔ مثلاً اگر تمہیں کوئی غریب عورت ملے تو تمہیں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ چونکہ یہ ہندو ہے اس لئے اسے کچھ نہیں دینا چاہئے بلکہ اس کو بھی ضرور

دینا چاہئے یہ تو خدا تعالیٰ کے حکم ہیں۔

اخلاق حسنہ سیکھو

ان کے علاوہ وہ حکم ہیں جو بندوں کو بندوں کے متعلق ہیں۔ مثلاً یہ کہ ایک دوسرے کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آؤ۔ کسی کی غیبت نہ کرو۔ چغلی نہ کرو۔ کسی کے مال میں خیانت نہ کرو، کسی سے بغض اور کینہ نہ رکھو۔ عورتوں میں چغلی اور غیبت کی مرض بہت پائی جاتی ہے۔ اگر کسی کے متعلق کوئی بات سُن لیں تو جب تک دوسری کے سامنے بیان نہ کرلیں انہیں چین نہیں آتا۔ جو بات سنتی ہیں جھٹ دوسری جگہ بیان کر دیتی ہیں۔ حالانکہ چاہئے یہ کہ اگر کوئی کسی بھائی بہن کا نقص اور عیب بیان کرے تو اسے منع کر دیا جائے لیکن ایسا نہیں کیا جاتا۔ تو چغلی کرنا بہت بڑا عیب ہے اور اتنا بڑا عیب ہے کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ اسی کی وجہ سے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں دو قبریں آئیں۔ آپؐ وہاں ٹھہر گئے اور فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ان قبروں کے مُردے ایسے چھوٹے چھوٹے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں پڑے ہوئے ہیں کہ جن سے باسانی بچ سکتے تھے لیکن بچے نہیں۔ ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے اپنے آپ کو نہیں بچاتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا۔[1] تو چغلی بہت بڑا عیب ہے اس میں ہرگز مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ اگر تمہارے سامنے کوئی کسی کے متعلق بُرا کلمہ کہے تو اسے روک دو اور کہہ دو ہمیں نہ سناؤ بلکہ جس کا عیب ہے اسے جا کر سناؤ۔ پھر اگر کوئی بات سن لو تو جس کے متعلق ہو اس کو جا کر نہ سناؤ تاکہ فساد نہ ہو۔

اسی طرح کسی کی غیبت بھی نہیں کرنی چاہئے۔ کیا اپنے نقص کم ہوتے ہیں کہ دوسروں کے نقص بیان کرنے شروع کر دیئے جاتے ہیں؟ تمہیں چاہئے کہ دوسروں کے عیب نکالنے کی بجائے اپنے عیب نکالو تاکہ تمہیں کچھ فائدہ بھی ہو۔ دوسروں کے عیب نکالنے سے سوائے گناہ کے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

اپنی اصلاح کی فکر کرو

پس اگر عیب ہی نکالنے ہیں تو اپنے عیب نکالو تاکہ ان کے دُور کرنے کی کوشش کرسکو۔ تم اپنے متعلق دیکھو کہ تم میں چڑ چڑا پن تو نہیں پایا جاتا تم خواہ مخواہ دوسری عورتوں سے لڑائی فساد تو نہیں کرتیں۔ تمہارے اخلاق میں تو کوئی کمزوری نہیں۔ اور جب تمہیں اپنی کوئی کمزوری معلوم ہو جائے تو اس کو دُور کرنے کی کوشش کرو۔ تم اپنی مجلسوں میں ہی دیکھ لو ذرا ذرا سی بات پر عورتیں ایک دوسری سے اس طرح لڑتی ہیں کہ گویا انسان نہیں حیوان ایک جگہ جمع کئے ہوئے ہیں۔ پس اپنے اخلاق اور عادات دُرست کرو۔ جس مجلس میں جاؤ ادب اور تہذیب

[1] ترمذی ابواب الطہارۃ باب التشدید فی البول

سے بیٹھو۔ایک دوسری کے ساتھ محبت اور اُلفت سے ملو۔نرمی اور پیار سے بات کرو۔اگر کوئی سختی بھی کر بیٹھے تو صبر اور تحمل سے کام لو اور خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔

خاتمہ تقریر یہ اسلام کی تعلیم ہے جو مختصر طور پر اس وقت میں نے تمہارے سامنے بیان کی ہے اس پر عمل کرو تا مسلمان بنو۔جو اس پر عمل نہ کرے اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھے۔

◎